۴۳۷/۴/۷
۱۵

۱۳۱/۹۸

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،،،

ایک خاتون (خدیجہ کبری) کا سوال پیش خدمت ہے، امید ہیکہ مفتیان کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں امیل کے ذریعہ جواب جلد از جلد ارسال فرمائیں گے۔ محمد نجیب قاسمی سنبھلی (najeebqasmi@yahoo.com, najeebqasmi@gmail.com)

میں (خدیجہ کبری) ایک شادی شدہ عورت ہوں، عام عورتوں کی طرح میری بھنویں درمیانی ہیں یعنی زیادہ بڑی نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ ان دنوں بہت سی عورتیں خاص کر ٹی وی پر آنے والی خواتین اپنی بھنویں مختلف سٹائل میں Beauty Parlour جاکر بنواتی ہیں۔ میں بھی ان کو دیکھ کر ہر پندرہ روز میں Beauty Parlour جاکر سینکڑوں ڈیزائن میں سے کسی ایک ڈیزائن کو پسند کرکے اپنی بھنویں بنواتی ہوں۔ دنیا میں بھنویں بنانے کے موجودہ رائج طریقہ میں عمومی طور پر خاص چمٹی (Tweezer) اور دھاگوں سے یا کریم لگاکر بالوں کو اکھیڑا جاتا ہے۔ قینچی کا استعمال صرف ضرورت کے وقت ہی ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ میری بھنویں چوڑائی میں آدھی سے بھی کم رہ جاتی ہیں اور بعض مرتبہ اپنی بھنویں کو کالا رنگ بھی کراتی ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ میں اس لئے کرتی ہوں کہ میں سب کو اسمارٹ لگوں، نیز شوہر بھی مجھے پسند کرے لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ عام عورتوں کی طرح میرا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ میں سب کو خوبصورت نظر آؤں اور میری بھنویں جو فیشن چل رہا ہو اس کے مطابق ہوں۔ میری دو غیر شادی شدہ بیٹیاں بھی ہر پندرہ روز میں Beauty Parlour جاکر سینکڑوں ڈیزائن میں سے کسی ایک ڈیزائن کو پسند کرکے اپنی بھنویں بنواتی ہیں۔ میں نے اپنی دونوں بیٹیوں کو منع بھی کیا مگر وہ کہتی ہیں کہ ایک مولانا صاحب نے کہا ہے کہ بھنویں بنوانا جائز ہے۔ کبھی کبھی ہم اپنے گھر پر بھی دنیا میں موجودہ رائج طریقہ کے مطابق اپنی بھنویں بنا لیتے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ اس سے دل مطمئن نہیں ہوتا۔

اب میں سوال کرتی ہوں کہ میرا اور میری دونوں بیٹیوں کا Beauty Parlour جاکر سینکڑوں ڈیزائن میں سے کسی ایک ڈیزائن کو پسند کرکے دنیا میں بھنویں بنانے کے رائج طریقہ کے مطابق، جس میں چمٹی (Tweezer) اور دھاگوں سے یا کریم لگاکر بالوں کو اکھیڑا جاتا ہے، قینچی کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، اپنی اور اپنی غیر شادی شدہ بیٹیوں کی بھنویں بنوانا جائز ہے یا ناجائز۔ اور اس کے لئے جو میں ہزاروں ہزاروں روپے خرچ کرتی ہوں اس پر مجھے اللہ کی طرف سے آخرت میں اجر ملے گا یا آخرت میں میری پکڑ ہوگی۔ میرے اس عمل پر اللہ کی رحمت مجھ پر نازل ہوگی یا میں اللہ کی اُس لعنت کا مستحق ہوں گی جو حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں موجود ہے (لَعَنَ اللّٰہُ النَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ)۔ اور میں اپنے قول وعمل سے دوسری عورتوں کو مختلف سٹائل میں بھنویں بنوانے کی جو ترغیب دیتی ہوں، کیا مجھے اس پر اجر ملے گا یا جہنم میں میری پٹائی ہوگی۔ مفتیان کرام کو یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ بھنویں بنانے کے دنیا میں موجودہ رائج طریقہ میں عمومی طور پر بال ضرور اکھیڑے جاتے ہیں۔ بعض مفتیان کرام یہ سمجھتے ہیں کہ صرف چند بال قینچی سے کاٹ کر بھنویں بن جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اس لئے مجھے فتویٰ ایسا چاہئے جس میں دنیا میں موجودہ رائج طریقہ کے مطابق بھنویں بنوانے کا تفصیلی حکم موجود ہو۔۔ بھنویں کے علاوہ چہرہ خاص کر رخسار یا بازو اور ٹانگوں پر جو بال آجاتے ہیں، ان کو کاٹنے کا حکم بھی بیان فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ مفتیان کرام کو صحیح جواب تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خدیجہ کبری۔

خدیجہ کبری

جواب ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ بھنویں اگر حد سے زیادہ گھنی ہوں، تو انہیں برابر کر کے عیب زائل کرنا جائز ہے جبکہ مقصود فیشن نہ ہو۔

البتہ مذکورہ صورت میں جبکہ بھنویں درمیانی ہوں، تو سمارٹ لگنے کے لئے اسے کسی بھی ذریعے سے کاٹ یا نکال کر باریک کر کے مروجہ فیشن اور ڈیزائن کے مطابق بنوانا ((لعن اللہ النامصات والمتنمصات)) جیسی احادیث کے تحت داخل ہوتا ہے جو ناجائز اور موجب لعنت ہے، جس میں خرچ کرنا حرام میں ضیاع مال، اور دوسروں کو اس کی ترغیب دینا "تعاون علی الاثم" اور ذریعۂ معصیت بنتا ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا امور اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ کا باعث ٹھہرے گا جن سے جلد از جلد توبہ کر کے آئندہ ان سے دور رہا جائے اور اپنے ماتحتوں (بیٹیوں وغیرہ) کو

(جاری ہے)

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء
شاہ فیصل کالونی کراچی پاکستان

کو بھی مذکورہ شنیع عمل سے دور رکھنے کی کوشش کریں،
یاد رہے کہ بھنوں کے علاوہ عورتوں کے لئے چہرے
سے دیگر زائد یا عیب دار بالوں (مثلاً مونچھ، ڈاڑھی وغیرہ)
کا ازالہ جائز بلکہ افضل ہے، اسی طرح کلائیوں اور
پنڈلیوں کے بالوں کا خود کریم، پاؤڈر وغیرہ کے ذریعے ازالے
کی بھی گنجائش ہے۔

نوٹ: عصر حاضر کے پرفتن ماحول میں بہت سی
چیزیں، مختلف فیشنز اور رواج میں پذیرائی حاصل
کر چکی ہیں جو عام طور پر یا تو اسلامی اصول اور
ضوابط کے منافی ہیں یا جن پر چلتے ہوئے کسی مذہبی
فرد کے لئے شرعی حدود میں رہنا دشوار بلکہ ناممکن
ہو جاتا ہے۔

چنانچہ کسی شخص کو مسلمان ہونے کے ناطے ان
فیشنز اور رواج کو اپنا نصب العین بنا کر ان کی پیروی
کرنا عقل و دانش کے خلاف اور مذہب سے
دوری کا باعث ہے جس سے اجتناب کر کے صحیح العقیدہ
ہونے کا ثبوت دینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

لما في الرد:

(قوله: والنامصة الخ) --- المنمص:
نتف الشعر، ومنه المنماص المنقاش اهـ.
ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين
للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر

(جاری ہے)

جامعة فاروقية - دار الإفتاء

ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته

بعد؛ لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين،

إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في

نتفه بالمنماص من الإيذاء. وفي تبيين المحارم:

--- إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم

إزالته بل تستحب اهـ. وفي التاتارخانية

عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين

وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث اهـ. و

مثله في المجتبى. تأمل.

(كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ٦/٣٧٣، ط: سعيد)

وفيه:

لا بأس بأخذ أطراف اللحية إذا طالت ولا

بنتف الشيب إلا على وجه التزيين

ولا بالأخذ من حاجبه وشعر وجهه ما لم

يشبه فعل المخنثين ولا يحلق شعر حلقه

وعن أبي يوسف: لا بأس به.

(كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده،

مطلب في الأخذ من اللحية: ٢/٤١٨، ط: سعيد)

ومثله في الهندية:

(الكراهية، باب التداوي والمعالجات: ٥/٤٣٧، دار الكتب)

وفي التكملة:

قوله: "والنامصات الخ" -----.

(جاري ...)

والحاصل: أن ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرًا مع الجسم وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هكذا فإنه تلبيس وتغيير منهي عنه.

وأما ما تزينت به المرأة من تحمير الأيدي أو الشفاه أو العارضين بما لا يلتبس بأصل الخلقة فإنه ليس داخلا في المنهي عند جمهور العلماء.

وأما قطع الإصبع الزائدة ونحوها فإنه ليس تغيير لخلق الله، وإنه من قبيل إزالة عيب أو مرض، فأجازه أكثر العلماء.

(كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة ---: ٤/١٩٥، دار العلوم) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: خالد محمود السندي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

٢٢/٤/١٤٣٧هـ، 2/2/2016م.

الجواب صحيح

[signature] عفى عنه

٢٢/٤/١٤٣٧

الجواب صحيح

[signature]

٢٨/٤/١٤٣٧هـ

جامعة فاروقية كراتشي
دار الإفتاء
شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراتشي (باكستان)